سوال

(218) عورت پر اس کے قبیلے کے کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بریڈفورڈ سے محمود حسین لکھتے ہیں کہ میری پھوپھی صاحبہ قبیلے کے بنیادی حقوق کے بارے میں سمجھنا چاہتی ہیں کہ ایک عورت پر اس کے قبیلے کے کیا کیا حقوق عائد ہوتے ہیں یعنی اس کے خاوند کے 'بھائیوں کے 'بہنوں کے اس پر کیا حقوق ہیں اور اس کے ساس وسسر کے اس پر کیا حقوق ہیں اور دیگر رشتہ داروں کے اس پر کیا حقوق ہیں۔ اسی طرح اس کے اس پر کیا حقوق ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسلام میں عائلی واجتماعی نظام زندگی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور ایک صحیح متوازن اور معتدل تب ہی وجود میں آسکتا ہے جب باہمی حقوق و فرائض کا پورا پورا لحاظ کیا جائے۔ اسی لیے اسلام رشتہ داروں اور خاص طور پر قریبی عزیزوں کے حقوق کی نگہداشت کی بڑی تاکید کرتا ہے اور حق تلفی یا قطع رحمی کی مذمت کرتا ہے۔ خاوند اور بیوی کا رشتہ سب سے قریبی اور مضبوط ہے اس لئے ان کے باہمی حقوق و فرائض بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگہبان اور ذمہ دار ہے اور اپنی زیر نگرانی لوگوں کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ حاکم نگہبان ہے اور عورت خاوند کے گھر اور اولاد کے بارے میں ذمہ دار ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر محافظ اور مسئول ہے۔ (بخاری و مسلم)

اب خاندان اور قبیلے میں جس قدر کوئی زیادہ ذمہ دار 'بااختیار اور نگرانی کرنے والا ہے 'اسی قدر اس کی اللہ کے ہاں جواب دہی بھی ہوگی۔ اسلام نے مرد کو اس لحاظ سے فوقیت دی ہے کہ وہ نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور باہر کے کام کاج زیادہ تر اس کے سپرد ہوتے ہیں جب کہ عورت کو اس لحاظ سے فوقیت واہمیت ہے کہ گھریلو معاملات خصوصاً اولاد کی تعلیم و تربیت کی زیادہ تر انحصار اس پر ہے۔ اگر وہ اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا نہیں کرے گی تو گھر کی ملکہ بننے کا اسے کوئی حق نہیں ہوگا۔ وہ گھر کی ملکہ اسی شکل میں ہے جب وہ گھر کے نظام کو صحیح طور پر چلائے اور اس کے ساتھ خاوند کی اطاعت اور اس کے حقوق کی ادائیگی کا بھی پورا خیال رکھے کیونکہ خاوند کو جو عورت کی تمام ضروریات پورا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے 'اس کے بعد عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی پسند وناپسند رضا وناراضگی کا خیال رکھے۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کی موت اس حالت میں آئی کہ اس کا خاوند اس پر راضی تھا تو ایسی عورت جنتی ہے۔'' (ترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج ١١٦١)

عورت کے لئے ہر گز روا نہیں کہ وہ اپنے گھر اور مال میں خاوند کے مشورے یا اجازت کے بغیر کوئی تصرف کرے ۔ اس کے لئے یہ بھی غیر پسندیدہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے تعلقات قائم کرے یا ایسے لوگوں کو گھر آنے کی اجازت دے جنہیں خاوند پسند نہیں کرتا ۔ اسلام جس طرح زندگی کے ہر معاملے میں اعتدال کو پسند کرتا ہے اسی طرح عائلی زندگی میں بھی وہ میانہ روی چاہتا ہے اور یک طرفہ ٹریفک کی اجازت نہیں دیتا کہ عورت تو خاوند کے سارے حقوق پورے کرے لیکن خاوند کو اپنے فرائض کی خبر تک نہ ہو یا وہ بالکل ان کی پرواہ تک نہ کرے اور عورت کی محض گھر کی نوکرانی سمجھ کر اس سے جانوروں کی طرح برتاؤ کرے بلکہ اسلام عورت کے بارے میں مردوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عورتوں کو برابر کا شریک سمجھیں اور ان کی رائے مشورے اور بات کو برابر کی اہمیت دیں ۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے حجتہ الوداع کے خطبے میں بھی عورتوں کے حقوق کا خیال رکھنے اور ان کے مقام و وقار کے تحفظ کی تاکید فرمائی ہے ۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے 'آپ ﷺ نے فرمایا :

''اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائہم ۔ '' (ابوداؤد کتاب السنۃ باب الدلیل علی زیادۃ الامیان و نقصانہ ۴۶۸۲' دارمی کتاب الرقاق باب فی حسن الخلق ۲۷۹۲)

''ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں بہتر ہیں وہ جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہیں یعنی ان سے اچھا سلوک کرتے ہیں ۔ ''

خاوند اور بیوی دونوں کے لئے ساس و سسر والدین کی مانند ہیں ۔ ان کا ادب و احترام ان کے لئے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے جس طرح وہ اپنے والدین کا احترام کرتے ہیں اور ساس وہ سسر کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھ کر اسے محبت و شفقت دیں ۔ اسی طرح لڑکی کے والدین کے لئے داماد اپنے لڑکوں کی طرح ہے وہ اس کے لئے محبت و پیار کے ایسے ہی جذبات رکھیں جیسے اپنے لڑکوں کے بارے میں رکھتے ہیں اگر یہ طرز عمل اپنا لیا جائے اور عائلی زندگی میں اسلامی حقوق و فرائض کا پوری طرح پاس کیا جائے تو ہماری بے شمار خاندانی چپقلشیں اور پریشانیوں دور ہو سکتی ہیں ۔

عورت جس قبیلے میں آتی ہے اس گھر یا خاندان کے تمام اقرباء کے حقوق اسے معلوم ہونے چاہئیں ۔ اگر پہلے ان سے کوئی رشتہ نہ بھی ہو تب بھی اس نئے رشتے کے بعد خاوند کے تمام رشتہ داروں سے اس کی درجہ بدرجہ رشتہ داری قائم ہو جائے گی ۔ اسے ان تمام کے حقوق کا خیال رکھنا ہوگا ۔ اسی طرح خاوند کے لئے بھی یہ لازم ہے کہ وہ عورت کے رشتہ داروں سے درجہ بدرجہ ان تعلقات کی پاسداری کرے جن کی اسلام تاکید کرتا ہے ۔ میں نے درجہ بدرجہ اس لئے کہا ہے کہ خاندان و قبیلے کے جتنے بھی لوگ ہیں ان سے تعلق رشتے کی قریبی یا دوری کے مطابق ہوگا جو زیادہ قریبی ہوگا اس کا حق بہر حال زیادہ ہوگا ۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ

''یارسول اللہ من احق بحسن الصحبہ قال امک ثم امک ثم امک ثم ابوک ثم ادناک ادناک ۔ '' (بخاري كتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ (۵۹۷۱) مسلم کتاب البر والصلۃ باب برالولدین وانہا احق بہ (۲۵۴۸)

'کہ اے اللہ کے رسول ﷺ حسن سلوک میں سب سے زیادہ حق دار کون ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ ۔ پھر تمہاری والدہ پھر تمہاری والدہ پھر تمہارے والد پھر جو جتنا قریب ہے ۔ ''

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : ''اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں کہ جو رشتے توڑتا ہے (یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک نہیں کرتا) میں نے بھی اس سے تعلق توڑ دیا اور جو رشتہ جوڑتا ہے میں بھی اس سے تعلق جوڑتا ہوں ۔ '' (ابوداؤد کتاب الذکاۃ باب فی صلۃ الرحم (۱۶۹۴)

بخاری و مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو قریبی رشتہ داروں کو صدقہ و خیرات دیتا ہے یا ان کی مدد کرتا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں ۔ ایک اس صدقے کا اور ایک رشتہ داری کا ۔

ایک اور حدیث سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنے والدین یا اقرباء کے جو دوست ہیں ان کا بھی آپ پر حق ہے اور ان سے حسن معاملہ اور نیکی کرنے کی تاکید کی گئی ہے ۔ خود رسول

اکرم ﷺ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کو تحائف پورے اہتمام سے بھیجا کرتے تھے۔

بہر حال قبیلے اور خاندان کے اندر تمام لوگوں سے حسن سلوک اور ادب و تعظیم ضروری ہے اور ان کے حقوق باہر کے لوگوں سے زیادہ ہیں۔ ہاں البتہ جہاں خاندان و قبیلہ میں اسلامی احکام کی پابندی کا فقدان ہو اور وہ شریعت کی مخالفت کرتے ہوں ان کے مقابلے میں دور کے دیندار اور نیک صالح زیادہ بہتر حق دار ہیں اور وہی اصل رشتہ دار ہیں۔ خونی رشتہ دار اگر دین کے احکام جھٹلاتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کی پابندی نہیں کرتے تو ایسے لوگوں سے اگر محض اللہ کی رضا کے لئے رشتہ ختم کر دیا جائے تو یہ جائز ہوگا۔ یہ قطع رحمی میں داخل نہیں۔ حقوق و فرائض کا سارا نظام قبیلے کے انہی رشتہ داروں کے لئے ہے جو اسلام کی تعلیمات کو دل و جان سے تسلیم کرنے کے بعد ان پر عمل بھی کرتے ہیں اور جو دین سے دور ہوں وہ رشتہ داری سے بھی دور ہی ہوتے ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص467

محدث فتویٰ